بسم اللہ الرحمن الرحیم!

تصریحات

○

ہمارا معاشرہ کس تیزی سے تباہی کی طرف جا رہا ہے اس کا اندازہ آئے دن اخبارات میں آنے والی خبروں سے ہوتا ہے۔ خبریں پڑھ کر یہ گمان ہی نہیں ہوتا کہ ہم ایک مسلمان اور ایشیائی ملک میں بس رہے ہیں۔

چند روز پیشتر اغلباً حکومت کی جانب سے مہیا کی گئی ایک خبر دیکھنے میں آئی کہ ایک بہت بڑے سرکاری افسر نے اپنی جائیداد کا گوشوارہ پیش کرتے ہوئے لکھا کہ "اسے یہ گرانقدر جائیداد اپنی بیوی کی طرف سے ملی ہے جس کی ماں نے قحبہ گری سے بے انداز دولت کمائی اور اسے اپنی بیٹی کے جہیز میں دے دیا"

اسی طرح کچھ روز پیشتر لاہور کے کئی ایک مؤقر اردو روزناموں میں ایک قطعی عریاں فاحشہ کی رقص کے زاویے میں تصویر چھپی اور نیچے ایک ہوٹل کا اشتہار تھا کہ وہاں دس روپے میں اس عریانیت کے مظاہر دیکھیئے۔

اور انگریزی اور کراچی کے اخبارات تو اس قماش کے اشتہارات سے بھرے رہتے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی ساتھ عصمت فروشی، ڈاکہ زنی، اغوا، قتل و غارت گری اور اس قسم کی خبروں سے تو کوئی دن ہی خالی جاتا ہے اور پھر سب سے بڑی بدنصیبی کہ ہمارا پریس اور دوسرے ذرائع ابلاغ ان جرائم کی خبریں اس طرح شائع کرتے ہیں جیسے ایک فن

اور آرٹ کی جزوں کو شائع کیا جارہا ہو اور مجرموں کو اس طرح پیش کیا جاتا ہے گویا وہ مجرم نہیں بلکہ آرٹسٹ ہیں۔ چنانچہ یہی سبب ہے کہ لوگوں میں جرائم اور مجرموں سے نفرت ختم ہو رہی ہے اور آئے دن ان میں اس تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے کہ اگر صورت حال یہی رہی تو پاکستان جرائم اور اخلاق باختگی میں یورپ کے بدنام ترین ملکوں کو بھی پیچھے چھوڑ جائے گا۔

اس سلسلہ میں سب سے بڑی ذمہ داری حکومت، علماء اور دانشور طبقے پر عائد ہوتی ہے کہ وہ مؤثر طریقوں سے اس سیلاب فسق و فجور کو روکیں لیکن افسوس کہ حکمران بجائے خود بالواسطہ یا بلا واسطہ اس آوارگی کو فروغ دے رہے ہیں۔ علماء ابھی تک معمولی اور فروعی جھگڑوں میں الجھے عوام کو اصل دین سے ہی برگشتہ کر رہے ہیں یا بے چارے اپنی اقتصادی مشکلات میں ہی اس قدر الجھے ہوئے ہیں کہ دوسری طرف انہیں توجہ دینے کی فرصت ہی نہیں ملتی۔ رہے دانشور تو وائے افسوس کہ ہمارے ملک میں دانشور کہلاتا ہی وہی ہے جس کی رات میکدے اور دن ہذیان گوئی میں گزرے۔

ایسے عالم یاس میں بھی آس کی ایک ہی صورت نظر آتی ہے اور وہ یہ کہ ہر طبقہ، ہر گروہ اور ہر جماعت میں ابھی ایسے لوگ موجود ہیں جو برائی کو برائی سمجھتے اور اسلامی تعلیمات اور روحانی اقدار کو حرز جان جانتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ پاکستان اسلامی روایات کا امین اور ایشیائی اقدار کا حامل رہے۔

ایسے لوگ اگر ہمت کریں اور جرأت سے کام لیں تو صورت احوال کے سدھرنے کا امکان ہو سکتا ہے ورنہ اگر سستی اور بزدلی سے کام لیا گیا تو پاکستان کی حالت کبھی اس ایشیائی جزیرے سے مختلف نہیں ہوگی کہ یورپ کے اوباش جہاں اپنی جنسی آسودگی کی تسکین کے لیے چلے آتے ہیں اور جہاں کے کسی باسی کے متعلق یقینی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کا حسب و نسب کس سے جا کر ملتا ہے؟

○